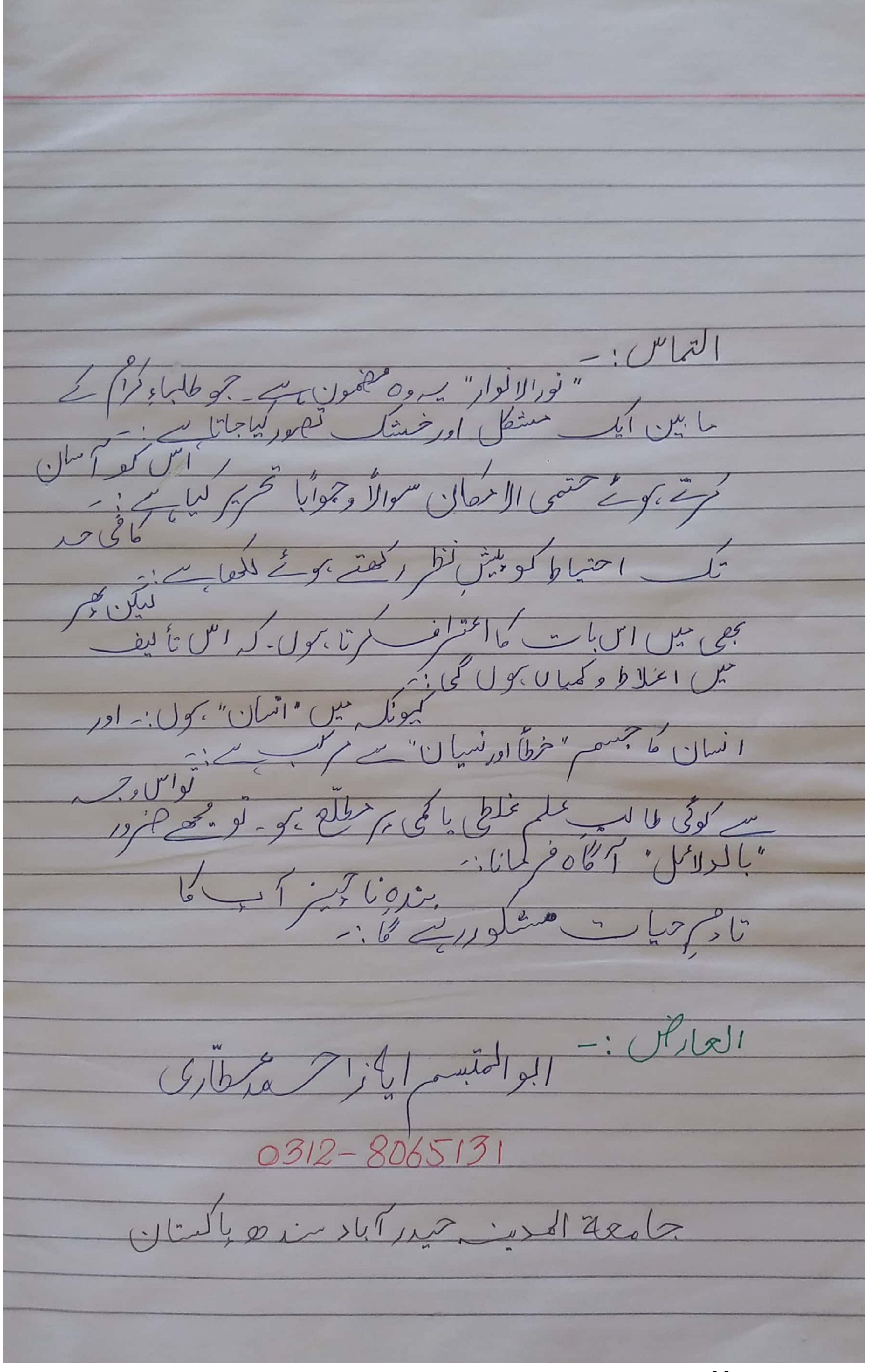


التماس :-

"نورالانوار" یہ وہ مضمون ہے۔ جو طلباء کرام کے
مابین ایک مشکل اور خشک تصور کیا جاتا ہے :- اس کو آسان
کرتے ہوئے حتمی الامکان سوالاً وجواباً تحریر کیا ہے :- کافی حد
تک احتیاط کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے :- لیکن پھر
بھی میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ اس تالیف
میں اغلاط و کمیاں ہوں گی :- کیونکہ میں "انسان" ہوں :- اور
انسان کا جسم "خطاء اور نسیان" سے مرکب ہے :- تو اس وجہ
سے کوئی طالب علم غلطی یا کمی پر مطلع ہو۔ تو مجھے ضرور
"بالدلائل" آگاہ فرمانا :- بندہ ناچیز آپ کا
تادم حیات مشکور رہے گا :-

العارض :-
ابوالمتبسم ایاز احمد عطاری
0312-8065131
جامعۃ المدینہ حیدر آباد سندھ پاکستان

Scanned by CamScanner

28-11-2016 1

# ششماہی ثانی

سوال 1: حقیقت کی تعریف مع فوائد و قیودات مرقوم کریں؟

جواب: تعریف الحقیقۃ:-

کل لفظ ارید بہ ما وضع لہ:-

ترجمہ:- ہر وہ لفظ جس سے وہ معنیٰ مراد لیا جائے جس کیلئے وضع کیا گیا ہو:-

لفظ:- یہ جنس ہے۔ جو مھمل و مجاز اور نیز ھما کو شامل ہے:-

ارید بہ ما وضع لہ:- یہ فصل ہے۔ اس قید سے مھمل و مجاز و نیز ھما نکل جائیں گیں:-

سوال 2: وضع سے کیا مراد ہے اور حقیقت کی اقسام تحریر کریں؟

جواب: المراد بالوضع:-

وہ لفظ جو متعین ہو اُس معنیٰ کیلئے جس پر وہ دلالت کر رہا ہے:-

اقسام الحقیقۃ:-

حقیقت کی وضع کے اعتبار سے "4" اقسام ہیں۔

1- حقیقت لغوی 2- حقیقت شرعی

3- حقیقت عرفی خاص 4- حقیقت عرفی عام

حقیقت لغوی سے مراد:-

ان کان ذلک التعین من جھۃ واضع اللغۃ:-

ترجمہ:- اگر لفظ کی تعیین یہ واضع اللغۃ کی طرف سے ہو تو اسے "حقیقت لغوی" کہتے ہیں:-

مثال:- الانسان للحیوان الناطق:-

حقیقت شرعی سے مراد:-

ان کان ذلک التعین من جھۃ الشارع:-

ترجمہ:- اگر لفظ کی تعیین یہ شارع کی جانب سے ہو تو اسے "حقیقت شرعی" کہتے ہیں:-

مثال:- وضع الصلوۃ للارکان المخصوصۃ:-

حقیقت عرفی خاص سے مراد:-

ان کان ذلک التعین من جھۃ قوم مخصوص:-

ترجمہ:- اگر لفظ کی یہ تعیین قوم مخصوص کی جانب سے ہو تو

اسے حقیقت عرفی خاص کہتے ہیں:

مثال:۔ نحاۃ کا "فعل" کو وضع کرنا۔ مستقل معنی کیلئے جس میں ایک زمانہ پایا جاتا ہو:۔

حقیقت عرفی عام سے مراد:۔

ان کان ذلک التعیین من

جھۃ قوم عام:۔

ترجمہ:۔ اگر لفظ کی یہ تعیین قوم عام سے ہو تو اسے کہتے ہیں:۔

مثال:۔ وضع الدابۃ لذوات القوائم الاربع:۔

مدینہ:۔

حقیقت کی چار اقسام وں میں سے کوئی ایک قسم پائی جائے تو "حقیقت" لازم ہو جائے گی:۔

مدینہ:۔

حقیقت کی چار اقسام وں میں سے کوئی ایک قسم نہ پائی جائے تو "مجاز" لازم ہو جائے گا:۔

مدینہ:۔

حقیقت اور مجاز کی حقیقت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں الفاظ کے عوارض میں سے ہیں:۔

اور کبھی کبھار یہ دونوں معانی اور استعمال کے ساتھ متصف ہوتے ہیں مجاز کے طریقے پر یا پھر عوام کے خطأ کے طریقے پر:۔

سوال 3: حقیقت کا حکم رقوم فرمائیے؟

جواب: حکم الحقیقۃ:۔

وجود ما وضع لہ خاصا کان او عاما:۔

ترجمہ:۔

اُس معنی کا ثابت ہونا جس لفظ کیلئے وضع کیا گیا ہو خاص کے طور پر ہو یا عام کے طور پر ہو:۔

وضاحت:۔

حقیقت عام اور خاص دونوں کو شامل ہے:۔

مثال:۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ارکعوا:۔

ولا تقربوا الزنی:۔

فعل کے اعتبار سے "رکوع" اور "زنا" دونوں خاص ہے اور فاعل (کسی نے کیا) کے اعتبار سے "رکوع" اور "زنا" دونوں عام ہیں:-

سوال 4: مجاز کی تعریف اور فوائد و قیودات رقم دراز کریں؟

جواب: تعریف المجاز:-

المجاز فاسم لما ارید به غیر ما وضع له لمناسبة بینهما:-

ترجمہ:- مجاز وہ اسم ہے جس سے معنی مراد لیے جائے جس کیلئے اسکو وضع نہ کیا گیا ہو۔ حقیقت اور مجاز کے درمیان مناسبت کی وجہ سے:-

احترز:-

اس تعریف سے وہ مثالیں نکل جائیں گیں جس میں معنی حقیقی اور معنی مجازی کے درمیان مناسبت نہ ہو:-

مثال:-

کوئی شخص ارض بول کر آسمان مراد لے۔ تو اس مثال میں ارض و آسمان کے درمیان مناسبت نہیں ہے:-

اعتراض 1: مصنف نے مجاز کی تعریف میں "عند قیام قرینة" کی قید کیوں نہیں لگائی؟

جواب: مصنف نے مجاز کی تعریف میں "عند قیام قرینة" کی قید اس وجہ سے نہیں لگائی کہ یہاں پر مجاز بیان کرنا مقصود ہے مجاز بھی وہ مجاز جو "متکلم کے ارادے" سے ہو:-

تو متکلم کو قرینہ کی ضرورت ہوتی بھی نہیں ہے:-

اور قرینہ سامع کو ضرورت ہوتا ہے۔ تو تعریف المجاز میں سامع مقصود بھی نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے مصنف نے تعریف المجاز میں قید نہیں لگائی:-

اعتراض 2: مجاز کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہے؟ کیوں؟ اس لیے کہ مجاز زیادت مجاز کی تعریف میں داخل نہیں ہو رہا ہے؟

حالانکہ اصولیوں کے نزدیک مجاز زیادت مجاز کی تعریف میں شامل ہے؟

جواب مجاز زیادت سے مراد :-
مجاز زیادت مراد نہ حقیقی معنیٰ نہ
مجازی معنیٰ ہے-
مجاز زیادت مجاز کی تعریف میں داخل
ہے :- کس طرح؟
وہ اس طرح کہ "لیس کمثلہ شیٔ" میں "ک"
موضوع لہ "تشبیہ" ہے۔ لیکن یہاں پر "تاکید" غیر
موضوع لہ ہے :-
جب "تاکید" میں استعمال ہوا تو یہ
مجاز زیادت مجاز کی تعریف میں داخل ہو جائے گا:

مدعیہ :-
حقیقت اور مجاز کی تعریف کو جامع ومانع
بنانے کیلئے ایک اہم کام کرنا ضروری ہے -
وہ یہ ہے کہ
"حیثیۃ" کی قید لگائے۔ تو اس اعتبار سے تعریف
جامع ومانع ہو جائی :-

سوال ۴ مجاز کا حکم تحریر کریں؟
جواب حکم المجاز :-
وجود ما استعیر لہ خاصا او عاما :-
ترجمہ :- اُس معنیٰ کا ثابت ہونا جسکیلئے استعارہ لیا گیا
ہو خاص کے طور پر یا عام کے طور پر ہو :-

سوال ۵ مجاز میں عام سے مراد کیا ہے اور مجاز کا عام ہونے میں کن
کا اختلاف ہے :-
جواب المراد من المجاز :-
مجاز میں عام سے مراد یہ ہے کہ وہ مجاز کے
تمام علاقوں کی انواع کو شامل ہے :-
لیکن ایک لفظ تمام
علاقوں کی انواع کو شامل نہ ہو بلکہ ایک نوع کی تمام
اجزاء کو شامل ہو :-
مثال :- قال علیہ السلام لا تبیع الصاع بالصاع:

مذکورہ حدیث پاک میں سرکار علیہ السلام نے "صاع"
کا لفظ ذکر کیا۔ اس "صاع" سے مراد عین صاع مراد نہیں
ہے۔ بلکہ جو صاع میں چیزیں حلول کرے گی وہ مراد
ہیں :-

عند الاحناف :-

احناف کے نزدیک مجاز میں عمومیت پائی
جاتی ہے :-

دلیل الاحناف :-

عمومیت یہ حقیقت کے اعتبار سے نہیں ہے
بلکہ دیگر زائد دلالات کی بناء پر ہے :- وہ دلالات

1 :- الف لام مفرد میں جنس یا استغراق کا ہو :-
2 - نکرہ تحت النفی ہو :-
3 - نکرہ موصوفہ کی صفت عامہ ہو :-
4 - بہت سارے صیغے جملے پر دلالت کرتے ہیں :-
5 - بہت سارے صیغے ایسے ہیں جو جمع کے نہیں ہیں لیکن
پھر بھی جمع کے معنیٰ دیتے ہیں :-

عند الشافعی :-

امام شافعی کے نزدیک مجاز میں عمومیت نہیں پائی
جاتی ہے :-

دلیل الشافعی :-

جب کلام میں حقیقت پر عمل کرنا متعذر ہو تو
ضرورت کی بناء پر مجازی معنیٰ مراد لیتے ہیں :، تو ضرورت
کو اتنی مقدار رکھیں گے جتنی ضرورت ہو :-

امام شافعی کی دلیل کا جواب :-

آپ مجاز کو کیسے ضرورت کے ساتھ
مقید کر رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاز کو استعمال فرمایا
ہے اور اللہ تعالیٰ ضرورت سے پاک ہے :-

احناف پر اعتراض :-

آپ نے مجاز کو ضرورت سے نکالا ہے حالانکہ
"مقتضیٰ" میں بھی ضرورت ہوتی ہے تو اسکو بھی نکالو؟

جواب :-

مقتضیٰ اور مجاز کے درمیان فرق ہے :-

مقتضی :- یہ استدلال کی اقسام میں سے ہے۔ اور یہ کسی متکلم کی طرف راجع نہیں ہوگی :-

مجاز :- یہ لفظ کی اقسام میں سے ہے۔ اگر مجاز ضروری ہوتا تو یہ راجع ہوتا ہے متکلم کی طرف اور متکلم اللہ تعالیٰ ذات ہے۔

انصاف :-

متکلم مجاز کو لاتا ہے حقیقت پر قدرت رکھتے ہوئے۔ بلاغت و فصاحت کی رعایت کرتے ہوئے مجاز کو لاتا ہے۔ یہ حقیقت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ سامع کی رعایت کرتے ہوئے :-

اب سامع کیلئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ پہلے حقیقی معنیٰ کی طرف پھرے۔ اگر حقیقی معنیٰ متعذر ہو تو مجازی معنیٰ کی طرف پلٹے :-

سوال 1 "ولھذا جعلنا لفظ الصاع فی حدیث ابن عمر فیما یحلہ"
اس عبارت کی وضاحت فرمائیے؟

جواب صاع کا لغوی معنیٰ :-

جو لکڑی سے بنا ہوا ہو :-

مجازی معنیٰ :-

جو اس میں حلول ہوتا ہو :-

حقیقی معنیٰ :-

نفس صاع کو 2 کے بدلے بیچ سکتے ہیں :-

بالاتفاق :-

مجازی معنیٰ میں :-

مجازی معنیٰ میں اختلاف ہے :-

عند الاحناف :-

جو صاع میں چیز حلول کرتی ہو چاہے وہ طعام ہو یا غیر طعام دونوں کو شامل ہے۔

دلیل :-

احناف کے نزدیک مجاز میں عمومیت ہوتی ہے۔ تو اس وجہ سے طعام اور غیر طعام شامل ہے :-

عند الشافعی :-

صاع سے مراد "طعام" لیتے ہیں :-

دلیل:-

اس لیے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجاز میں عموميت نہیں ہے۔ بلکہ خاص ہے۔
اس وجہ سے امام شافعی صاع سے مراد "طعام" لیتے ہیں:-

اعتراض³ صاحب توضیح تلویح نے فرمایا آپ لوگوں نے امام شافعی پر افتراء کیا ہے کہ امام شافعی عمومیت کے قائل ہیں آپ نے کہا کہ امام شافعی مجاز میں عمومیت کے قائل نہیں ہے ایسا نہیں ہے؟

اعتراض⁴ احناف نے کہا اگر امام شافعی عمومیت کے قائل ہیں تو صاع سے مراد طعام کو خاص کیوں کیا۔
اگر عمومیت کے قائل ہوتے تو طعام کو مقدر نہیں مانتے؟

جواب امام شافعی نے طعام کو مقدر مانا ہے۔
کیوں؟ امام شافعی کے نزدیک بیع میں سود کی علت "طعام" ہے۔ غیر طعام نہیں ہے۔
امام شافعی کا طعام کو مقدر ماننا یہ اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ امام شافعی عمومیت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ امام شافعی مجاز میں عمومیت کے قائل ہیں:-

"الحقیقۃ لا تسقط عن المسمی"

سوال⁸ حقیقت اور مجاز کے درمیان پہچان کیسی کی جائے گی؟

جواب حقیقت:-
اپنے مسمی سے ساقط نہیں ہوتا ہے۔

مجاز:-
مجاز اپنے مسمیٰ سے ساقط ہو سکتا ہے۔
جیسے:- باپ کیلئے باپ بول سکتے ہیں:-
لیکن باپ کیلئے لیس باپ کہنا درست نہیں ہے۔
دادا کیلئے باپ بھی بول سکتے ہیں:- اور لیس باپ بھی کہہ سکتے ہیں:-

سوال ۹ "متی امکن العمل بھا سقط المجاز" اس عبارت کی وضاحت فرمائیے؟

جواب: جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو اُس وقت تک مجاز کی طرف رجوع نہیں کر سکتے۔

کیوں؟ اسلئے کہ حقیقت اصل ہے۔ اور مجاز فرع ہے۔ اور حقیقت کے پائے جانے کے وقت فرع کی طرف منتقل نہیں ہو سکتے۔

پہلی مثال:۔

عقد کا حقیقی معنیٰ:۔ منعقدہ:۔

عقد کا مجازی معنیٰ:۔ عزم:۔

قسم کی اقسام:۔

قسم کی کل "3" اقسام ہیں۔

۱- لغو ۲- غموس ۳- منعقد

تعریف اللغو:۔

کسی نے فعل ماضی پر قسم کھائی ہو اور گمان کیا ہو کہ میں سچا ہوں:۔

حکم اللغو:۔

نہ کفارہ ہے نہ گناہ ہے۔

تعریف الغموس:۔

جان بوجھ کر کے فعل ماضی پر جھوٹی قسم کھائی:۔

حکم الغموس:۔

گناہ گار ہوگا کفارہ نہیں ہوگا:۔

تعریف المنعقدہ:۔

زمانہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھائی:۔

حکم المنعقدہ:۔

گناہ گار ہوگا:۔

کفارہ بھی لازم آئے گا:۔

بالاتفاق:۔

امام شافعی اور احناف کے نزدیک یمین منعقدہ ہیں

کفارہ لازم ہوتا ہے۔ اور وہ بندہ گناہ گار بھی ہوگا۔

عند الشافعی:۔

یمین غموس میں کفارہ لازم ہوگا اور گناہ گار بھی ہوگا:۔

دلیل:۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا:۔

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم و لکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم:۔

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں ارشاد فرمایا:۔

ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ

استدلال:۔

ایک آیت میں کفارے کا تذکرہ ہے۔ اور ایک آیت میں کفارے کا تذکرہ نہیں ہے۔

پہلی آیت میں "کسب" کا لفظ ہے۔ اور دوسری آیت میں "عقد" کا لفظ ہے۔

اور دونوں کا معنیٰ "عزم" ہے۔

اور "عزم" کا معنیٰ قسم غموس اور قسم منعقدہ میں شامل ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں جسطرح قسم منعقدہ میں کفارہ لازم ہے اسی طرح قسم غموس میں بھی کفارہ لازم ہوگا۔

قاعدہ:۔

پہلی آیت میں حکم مطلق ہے اور دوسری آیت میں حکم مقید ہے۔ تو مطلق کو مقید کریں گے:۔

عند الاحناف:۔

کفارہ صرف منعقدہ ہوگا۔ غموس میں کفارہ نہیں ہوگا:۔

دلیل:۔

حقیقت پر جبتک محمل کرنا ممکن ہو تو مجاز ساقط ہوجائے گا:۔

امام شافعی کی دلیل کا جواب:۔

عقد کا لفظ "منعقدہ" میں حقیقت ہے اور اسکے مجازی معنیٰ "عزم" ہیں:۔

جبتک حقیقی معنیٰ پر محمل کرنا ممکن ہو تو محمل کریں گے۔

اور کفارہ صرف "منعقدہ" میں ہوگا:۔

اور "بما کسب" سے مراد عزم ہے:۔
اور عزم قسم غموس اور
قسم منعقدہ دونوں کو شامل ہے۔
اور اس میں مواخذہ بھی
مطلق ہے۔
لہذا اسکا فرد کامل مراد لیا جائیگا۔
اور وہ گناہ
ہے۔ جو دونوں قسموں کو شامل ہے:۔

دوسری مثال:۔
قولہ تعالیٰ:۔ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء:۔
لغۃً میں نکاح:۔
نکاح کا حقیقی معنیٰ "وطی" ہے۔
مجازی معنیٰ "عقد" ہے:۔
شرعًا میں نکاح:۔
نکاح کا حقیقی معنیٰ "عقد" ہے۔
مجازی معنیٰ "وطی" ہے:۔
وطی،
یہ حلال، حرام، لونڈی سبکو شامل ہے
کیوں؟ نکاح کا لغوی "ضم" ہے۔ اور ضم وطی کے
ذریعے حاصل ہوتا ہے۔
عند الاحناف:۔
وطی کی چاہے حلال صورت ہو یا حرام ہر
صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی:۔
عند الشوافع:۔
وطی کے ذریعے حرمت مصاہرت ثابت
نہیں ہوگی۔ عقد کے ذریعے حرمت مصاہرت ثابت ہو
گی:۔
احناف پر اعتراض:۔
باپ، دادا، نکاح کیا۔ وطی سے پہلے طلاق
دے دی تو آپ کہتے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں،
جواب:۔
یہ مسئلہ اجماع سے ثابت ہے۔ نہ کہ آیت سے:۔

سوال 15: حقیقت اور مجاز کا جمع کرنا ممکن ہے یا نہیں مع اختلاف؟

جواب: بالاتفاق:-

شوافع اور احناف اس بات پر متفق ہیں کہ ایک لفظ ظاہری اعتبار سے حقیقت اور مجاز دونوں کا احتمال رکھ سکتا ہے۔

بالاتفاق:-

شوافع اور احناف اس بات پر بھی متفق ہیں کہ لفظ کا کوئی ایسا معنیٰ مجازی مراد لیا جاسکتا ہے کہ حقیقت بعموم مجاز کے طریقے پر اس معنیٰ مجازی کے افراد میں سے ایک فرد ہو۔

اختلاف:-

مگر اس بات پر اختلاف ہے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک کے حقیقی اور مجازی معنیٰ دونوں کو مستقل طور پر مراد لینا جائز ہے۔

احناف فرماتے ہیں:- دونوں کو مستقل طور پر مراد لینا جائز نہیں ہے۔

احناف کا استدلال:-

دونوں کو ایک ساتھ مراد لینا اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ تو "عقلاً" بھی جمع کرنا محال ہے اور "عرف" اور "استعمال" اس اعتبار سے بھی دونوں کو جمع کرنا محال ہے۔

محال عقلی

| ایک لفظ حقیقی اور مجازی معنیٰ میں استعمال ہوگا۔ | دونوں معنیٰ ایک ساتھ مراد لینا۔ | دونوں معنیٰ کو چھوڑ دیا ہو۔ |
|---|---|---|

پہلی صورت:-

یہ مراد لینا درست نہیں ہے۔
کیوں؟ ایک لفظ دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔
تو ترجیح بلا مرجح درست نہیں ہے۔

دوسری صورت:-

یہ مراد لینا درست نہیں ہے۔

کیوں؟ اسلئے کہ ایک لفظ حقیقی ہو یا مجازی دونوں ایک ساتھ مراد لینا درست نہیں ہے۔

تیسری صورت:۔

یہ صورت مراد لینا بھی درست نہیں ہے۔

کیوں؟ اسلئے ایک لفظ حقیقی ہوگا یا مجازی:۔

دونوں نہ ہوں

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

مصنف نے عقلی کو محسوس سے تشبیہ دی ہے:۔

مثال:۔ ایک کپڑا اس کپڑے کو ایک حرف ایک زمانے میں بطور ملکیت اور بطور عاریہ کے پہنا محال ہے۔ اسی طرح ایک لفظ کا حقیقی اور مجازی میں استعمال ہونا محال ہے:۔

لفظ:۔ بمنزلہ " لباس کے ہے۔

معنی:۔ بمنزلہ " لابس کے ہے۔

حقیقت:۔ بمنزلہ " مملوکیت کے ہے۔

مجاز:۔ بمنزلہ " عاریہ کے ہے:۔

شارح کا خیال:۔

شارح نے ارشاد فرمایا کہ مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مطابقت ہونی چاہیے۔

| مشبہ | مشبہ بہ |
|---|---|
| ↓ | ↓ |
| 2 | 1 |
| حقیقی اور مجاز | لابس |

کپڑا ایک ہو لابس "2" ہوں۔ تو یہ مثال درست رہے گی۔ بنسبت جو مثال مصنف نے پیش کی:۔

اعتراض:۔

جب راہن نے اپنا کپڑا مرتھن کے پاس رکھا۔ اور راہن بعد میں یہی کپڑا مرتھن سے عاریہ لیتا ہے اور اسے پہنتا ہے۔ تو اس وقت تو "مملوکیت اور عاریہ" دونوں جمع ہوئے

راہن کی چیز اپنی ہے ↓ مرتھن سے ادھار لیا ↓

پہلا جواب :-
مرتہن نے اپنا حق کو ساقط کیا ہے۔
اور اپنے حق کو ساقط کرنا جائز ہے۔ تو یہ کپڑا راہن کو پہننا بطورِ ملکیت ہوا نہ کہ عاریۃ :-
دوسرا جواب :-
یہ کپڑا راہن نے بطورِ عاریۃ پہنا ہے۔
کیسے ؟
اسطرح کہ جو چیز ملکیت میں ہو تو اُس چیز کا "بیع کرنا" تحفہ کرنا، وغیرہ جائز ہوتا ہے۔
لیکن، مرھون چیز میں یہ بندہ "بیع، ھبہ" وغیرہ نہیں کر سکتا :-

پہلی تفریع :-
کسی بندے نے اپنے موالی کیلئے وصیت کی ثلث مال کی :-
پہلی صورت :- اس "مُوصی" کیلئے "معتِق" "معتَق" ہیں۔ تو اس صورت میں وصیت باطل ہو جائے گی۔ جب تک مُوصی وضاحت خود نہ کرے :-
دوسری صورت :-
اگر اس مُوصی کیلئے "مُعتِق" بلاواسطہ اور "معتِق المعتِق" ہے۔ یہ وصیت "معتِق بلاواسطہ" کو ملے گی :- اس وجہ سے کہ "معتِق" حقیقی معنیٰ ہے۔
اور "معتِق المعتِق" کو یہ وصیت نہیں ملے گی :- اس وجہ سے کہ یہ "مجازی" معنیٰ ہے :-
تیسری صورت :-
اگر اس "مُوصی" کیلئے "معتِق بلاواسطہ" اور "معتِق المعتِق" بھی ہے۔ تو یہ وصیت "معتِق بلاواسطہ" کو ملے گی :- اس وجہ سے کہ یہ حقیقت ہے
اور "معتِق المعتِق" کو یہ وصیت نہیں ملے گی۔
اس وجہ سے کہ یہ "مجاز" ہیں :-
دوسری تفریع :-
ولا یلحق غیر الخمر بالخمر :-
خمر کا حقیقی معنیٰ :- وہ شراب جو کچے انگوروں کو پاکی ہیں

رکھا جائے وہ گھاڑا ہو جائے اور جوش مارے اور
اسکی جاگ نکلے تو یہ حقیقی معنی ہے:۔
اسکا حکم:۔
ایک قطرہ پینا حرام ہے۔ اور ایک قطرہ پینے
پر حکم لگایا جاتا ہے۔ چاہے وہ بندہ بے ہوش ہوا ہو یا
بے ہوش نہ ہوا ہو!۔
نقیع التمر و نقیع الزبیب:۔
یہ خمر کے مجازی معنی ہیں:۔
اسکا حکم:۔
مجازی خمر کا ایک قطرہ پینے سے بندے
پر حد بھی نہیں لگاتے اور اسکا ایک قطرہ پینا بھی
حرام نہیں ہے۔
ہاں اگر اتنا پی لیا کہ وہ بندہ بے ہوش
ہوا یا عقل زائل ہوئی تو یہ حرام ہے۔ اور اس
بندے پر حد بھی جاری ہوگی:۔
عند الاحناف:۔
غیر خمر کو خمر کے ساتھ ملحق نہیں کریں
گے!۔
دلیل:۔
حقیقت اور مجاز کو ایک ساتھ جمع نہیں
کر سکتے!۔ اس وجہ سے غیر خمر کو خمر کے ساتھ ملحق نہیں
کر سکتے:۔
عند الشوافع:۔
غیر خمر کو خمر کے ساتھ ملحق کریں گے۔
امام شافعی کے نزدیک اگر غیر خمر کا ایک قطرہ پیا۔
تو یہ بندہ گناہ گار بھی ہوگا اور حد بھی جاری ہوگی:۔
دلیل:۔
کیونکہ خمر یہ مخامرۃ العقل سے مشتق ہے۔
یہ علت جس جس چیز میں پائی جائے گی اس پر
حکم لگایا جائے گا!۔
تکسری تفریع:۔
والا یراد بنو بنیہ فی الوصیت لابناءہ:
کسی نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد نصف مال

فلاں کے ابن کیلئے ہے :-

حال یہ ہے کہ فلاں کیلئے "ابن" بھی ہے۔ اور "ابن کا ابن" بھی ہے۔

عند ابو حنیفہ :-

یہ وصیت صرف "ابن" کے تحت ہوگی ابن کے ابن میں داخل نہیں ہوگی :-

دلیل :-

کیونکہ "ابن" حقیقی معنیٰ ہے۔ اور ابن کا ابن مجازی معنیٰ ہے۔ اور حقیقت اور مجاز کو ایک ساتھ ایک کلمے میں جمع نہیں کر سکتے :-

عند الصاحبین :-

یہ وصیت ابن اور ابن کا ابن دونوں میں شامل ہوگی :-

دلیل :-

اسلئے کہ "ابن" کا لفظ مطلق ہے۔ اور مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا۔ اسی وجہ سے ابن کا ابن اس میں داخل ہوگا :-

چوتھی تفریع :-

ولا یراد اللمس بالید :-

"لمس" کا حقیقی معنیٰ "جماع کرنا" ہے۔ اور اسکا مجازی معنیٰ "بالید چھونا" ہے :-

عند الاحناف :-

"لمس" سے مراد "جماع" ہے۔ "لمس بالید" سے وضو نہیں ٹوٹے گا :-

دلیل :-

تیمم غسل کا نائب ہے۔ وضو کا نائب نہیں ہے اسی وجہ سے "لمس بالید" کی صورت میں تیمم نہیں کر سکتے :-

عند الشوافع :-

امام شافعی کے نزدیک لمس بالید اور جماع دونوں مراد لیتے ہیں :-

دلیل :-

لمس بالید کی صورت میں تیمم حدیث کی وجہ سے کرے گا۔ اور جماع کی صورت میں جنابت کی وجہ سے تیمم کرے گا۔

امام شافعی کو جواب :-

آپ نے ایک لفظ میں حقیقی اور مجازی معنیٰ دونوں کو شامل کیا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایک اصول ہے

اصول :- جب کسی لفظ میں دو احتمالات ہوں۔ ایک احتمال "تخصیص" کا :- دوسرا احتمال "عموم" کا ہو :- تو اس صورت میں "عمومی" والا مراد لیے گیے :-

اور "لمس بالید" میں "تخصیص" ہے - ہر صورت میں طہارت لازم نہیں آتی ہے۔

جیسے :- بچی، بوڑھی کو چھونے میں طہارت لازم نہیں آتی ہے :-

اور اگر "لمس" سے مراد "جماع" مراد لیے تو یہ عام ہے۔ جب جب بھی بندہ جماع کریں گا تو طہارت حاصل کرنا لازم آجائے گی :-

اعتراض :- اگر کوئی امام سے امن چاہے موالی کا یا ابن کا تو اس صورت میں موالی کا موالی اور ابن کا ابن اس میں داخل ہو رہے ہیں کیا اس میں حقیقت اور مجاز جمع نہیں ہو رہے؟

جواب :- اس صورت میں موالی کا موالی یا ابن کا ابن حقیقت اور مجاز کے اعتبار سے داخل نہیں ہو رہے ہیں۔ بلکہ ظاہری اسم میں شبہ تھا :- اور شبہات سے حدود ساقط ہوتی ہیں :-

اس شبہ کیوجہ سے موالی کا موالی اور ابن کا ابن ہم نے داخل کیا ہے اور ایک جان کی حفاظت بھی ہوتی ہے :-

اس جان کی حفاظت کرتے ہوئے ابن کا ابن موالی کا موالی اس میں داخل کیا ہے :-

اعتراض: اگر کوئی بندہ اپنے اباء و امہات کیلئے امن چاہے تو اس صورت میں اجداد و اجوات داخل نہیں ہو رہے ہیں کیوں؟

جواب: اجداد اور اجوات کو اباء و امہات کے تحت اسوجہ سے داخل نہیں کیا ہے:
جو ہم ایک چیز کے ایک چیز کے تحت داخل کرتے ہیں:۔ وہ تبع کے طور پر داخل کرتے ہیں:۔ اصل کے تحت داخل نہیں کرتے:۔
اور اجداد و جوات کے اصل ہیں:۔ تبع نہیں:۔ اسوجہ سے انکو ان کے تحت داخل نہیں کیا ہے:۔

سوال: مکاتب نے باپ کو خریدا تو یہ تابع ہو گیا اور اسکا باپ آزاد کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: احسان اور صلہ کے طور پر اسکا باپ آزاد نہیں ہوگا:۔ وہ کسطرح وہ اسطرح کہ باپ کو خریدنے سے پہلے اسکو آزاد ہونے کی امید نہ تھی۔ جب خریدا تو اب اسکو آزاد ہونے کی امید ہے۔ اگر یہ آزاد ہوتا تو مکاتب کو سارے پیسے دینے پڑتے ہیں: اگر آزاد نہیں کریں گے تو دونوں مل کر پیسے کما کر مالک کو پیسے دیں گے۔

اعتراض ۷ کسی بندے نے قسم کھائی کہ "لا یضع قدمہ فی دار فلان"

اس صورت میں چاہے وہ بندہ ننگے پاؤں داخل ہو یا چپل پہن کر داخل دونوں صورتوں میں آپ کے نزدیک بندہ حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اپنا گھر ہو یا عاریۃً والا گھر ہو دونوں صورتوں میں وہ بندہ حانث ہو رہا ہے۔ حقیقت اور مجاز یہاں پر بھی جمع ہو رہے ہیں؟

جواب۔ یہاں پر ہم نے حقیقت اور مجاز کو جمع نہیں کیا ہے بلکہ عموم مجاز کے تحت ان دونوں صورتوں میں اسکو داخل کیا ہے۔

عموم مجاز یعنی کوئی ایک فرد مراد لیا جائے جسکے تحت تمام افراد شامل ہو جائے اور وہ فرد "دخول" ہے۔ اور دخول مطلق ہے چاہے ننگے پاؤں داخل ہو یا چپل پہن کر وہ بندہ داخل ہو۔ اور یہ بندہ حانث نہیں ہوگا اسلئے کہ یہ حقیقت مھجورہ ہے۔

فی دار: سے مراد: گویا کہ اس بندے نے ایسے کہا

مجازا (سکنیٰ) تو یہاں سے "سکنیٰ" مراد لیے گئے۔

اور "سکنیٰ" مطلق ہے۔ چاہے "ملکیت" والا گھر ہو یا عاریۃً والا گھر ہو۔

اعتراض⁸ جب کسی بندے نے حلف اٹھایا کہ "حر یوم یقدم فلان"

وہ بندہ حانث ہوتا کہ جب قدم رکھا دن میں یا

رات میں تو اس حلف میں بھی حقیقت و مجاز

جمع ہو رہے ہیں؟

جواب یہاں پر جو بندہ حانث ہو رہا ہے وہ عموم مجاز کے

تحت حانث ہو رہا ہے۔ نہ کہ حقیقت و مجاز کے تحت۔

اور دوسری بات یوم بمعنیٰ وقت ہوگا۔ تو اس صورت

میں دن اور رات وقت کے تحت داخل ہوں گیں۔

ایک ضابطہ:

"یوم" اگر فعل ممتد ہو تو اس سے مراد "نہار" دار

ہوگا۔ کیوں؟ اسلئے کہ زمانہ ممتد ہوتا ہے۔

تو اس سے فعل کیلئے معیار درست ہوتا ہے۔

اگر فعل غیر ممتد ہو تو اس سے مراد وقت ہوگا۔

اعتراض۹: کسی بندے نے حلف اٹھایا کہ "للّٰہ علی صوم رجب"

تو اس سے "یمین و نذر" دونوں مراد ہوتے ہیں تو

اس صورت میں حقیقت اور مجاز دونوں کو آپ

جمع کر رہے ہیں، حالانکہ آپکے نزدیک حقیقت اور

مجاز کو جمع کرنا ممتنع ہے؟

جواب: عندالطرفین:-

"للّٰہ علی صوم رجب" اگر اس بندے نے اس

کلام سے "نذر اور یمین" یا "یمین" دونوں صورتوں

میں "نذر و یمین" مراد ہوگی:-

عندالیوسف:-

امام یوسف کے نزدیک پہلی صورت

میں "نذر" مراد ہوگی:- اور دوسری صورت میں "یمین"

مراد ہوگی:-

یہ اعتراض طرفین کے مذھب پر ہوگا:-

پہلا جواب:-

کلام سے "نذر" مراد لیا- اور کلام کے موجب

سے "یمین" مراد لیا:-

اسلئے کہ اس نذر سے پہلے صوم

رجب رکھنا بھی مباح اور ترک کرنا بھی مباح تھا-

اب نذر ماننے کے بعد یہ فعل واجب ہو جائے گا

اور اسکا ترک کرنا حرام ہوا:
اور ایک قاعدہ کلیہ

ہے کہ مباح چیز کو حرام کرنا یہ نذر ہوتا ہے۔

اور حلال کو حرام کرنا یہ یمین کہلاتا ہے:-
اسلئے کہ

جب سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر

ماریہ لونڈی اور شہد حرام ہے۔

دوسرا جواب:-
"للّٰہ" یہ یمین کا صیغہ ہے۔ اور
یعنی واللّٰہ

صوم رجب یہ "نذر" ہوا:-

تمت بالخیر

سوال 12 استعارہ کی تعریف مع اختلاف تحریر کریں؟

جواب اتصال بین الشیئین "صورۃ" او "معنی":-

عند الاصولین:-
مجاز و استعارہ مترادف ہیں۔

عند اھل البیان:-
استعارہ مجاز کی قسم ہیں سے ہے۔

سوال 13 استعارہ اور مجاز مرسل کی تعریف تحریر کریں؟

جواب تعریف الاستعارہ:-
ان کانت فیہ علاقۃ التشبیہ:-

مجاز مرسل کی تعریف:-
ان کانت فیہ علاقۃ غیر التشبیہ

من علاقات جنس و العشرین:-

مصنف نے "استعارہ" کو "صورۃ" سے تعبیر کیا ہے

اور "مجاز مرسل" کو "معنی" سے تعبیر کیا ہے:-

سوال 14 صوری اور معنوی سے کیا مراد ہے؟

جواب صوری:-
معنی مجازی کی صورت کا متصل ہونا معنی حقیقی کیساتھ ایک نوع کے مجاورت کیساتھ:-

معنی:-
ایک لفظ کا ایک خاص معنی میں مشترک ہونا
(دونوں کی ایک خاص معنی میں شرکت ہو) مشھور بہ فی العرف)

صوری کی مثال:۔

"مثلاً:۔ المطر ینزل من السحاب"

"کل ما علاک و اظلک سماء"۔

آسمان اور بادلوں کے درمیان متصل ہے۔ تو اس وجہ

سے آسمان بول کر سحاب مراد لیا جا سکتا ہے۔

معنوی کی مثال:۔

"اسد" یہ "الرجل الشجاع" و الھیکل" کے

درمیان مشترک ہے۔

سوال[15] کیا صوری و معنوی احکام شرعیات میں پائے جاتے ہیں؟ اور

کس اعتبار سے؟ بیان کریں:۔

جواب صوری:۔

سبب اور تعلیل کے اعتبار سے احکام شرع میں پائی

جائے گی۔

معنوی:۔

ایک حکم جس علت کی وجہ سے مشروع ہوا۔ اگر وہی علت کسی

اور حکم میں ہے تو وہ بھی مشروع ہو جاتا ہے۔

معنوی کی مثال:۔

صدقہ و ھبہ کے درمیان تملیکا بغیر عوض

علت کی مثال:۔

"ملکیت۔ علت" شراء معلول"

سبب کی مثال:۔

"ملکیت متعہ سبب" ملکہ رقبہ مسبب"

سوال 11: سبب اور تعلیل کے اعتبار سے اسکی اقسام بیان کریں؟

جواب: اس اعتبار سے اسکی "2" اقسام ہیں:

پہلی قسم:
حکم کا حاصل ہونا: تو اس صورت میں استعارہ

طرفین درست ہوتا ہے:

یعنی: علت بول کر معلول مراد لے سکتے ہیں اور معلول

بول کر علت مراد لے سکتے ہیں:

مثال: اشتریت عبدا مجھوا کرا بول کر "ملکت عبدا مجھوا"

مراد لے سکتے ہیں:
اور "ملکت عبدا فھورا" بول "اشتریت

عبدا مجھورا" کہہ سکتے ہیں:

شراء بول کر ملک مراد لے تو اس صورت میں اس

بندے کی "دیانۃ" تصدیق کی جائے گی۔ لیکن "قضاءً"

تصدیق نہ کی جائے گی: کیوں؟
اسلئے کہ یہ بندہ اپنے

آپ پر تخفیف چاہ رہا ہے اور محل تہمت ہے۔ اسوجہ

سے اس بندے کی "قاضی" تصدیق نہ کرے گا:

اگر ملک بول کر شراء مراد لی تو اس صورت میں قاضی اس

بندے کی تصدیق کرے گا۔

اعتراض:

دوسری صورت میں زیادہ اپنے آپ پر بندہ تخفیف
چاہ رہا ہے۔ اس وجہ سے کہ ملک "یہ" ھبہ "اور" وراثت"
وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

جواب:

یہ اعتراض مصنف پر وارد نہ ہونے چاہیے
اسلئے کہ مصنف نے "قضاء" کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے۔
اور یہ سب اعتراض اُس وقت ہونے چاہیے کہ جب
"عبداً" کو نکرہ ذکر کیا جائے۔ اور ملک و شراء یہ وصف
اُس وقت جمع ہو جائے گے جب نکاح ہو حاضر میں یہ
وصف لغو ہوتے ہیں۔

سبب کی مثال:

سبب بول کر مسبب مراد لے سکتے ہیں اور
مسبب بول کر سبب مراد نہیں لے سکتے۔

مثال:

انت حرۃ بول کر "انت طالق" مراد لے سکتے ہیں
لیکن "انت طالق" بول کر "انت حرۃ" مراد نہیں
سکتے۔

لیکن مسبب بول کر سبب مراد اُس وقت لے سکتے ہیں

جب سبب سبب کے ساتھ مختص ہو!۔

جیسے:۔ قولہ تعالیٰ:۔ انی ارانی اعصر خمرا!۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔ سبب بول کر مسبب

مراد لے سکتے ہیں:۔

اور مسبب بول کر سبب مراد لے

سکتے ہیں!۔

یعنی:۔ "انت حرۃ" بول کر "انت طالق" مراد لے

سکتے ہیں اور "انت طالق" بول کر "انت حرۃ" مراد

لے سکتے ہیں!۔

وجہ!۔ اسلئے کہ ان دونوں کی بناء پر

"سرایت" اور "لزوم" ہے۔ سرایت سے مراد!۔ جزء سے کل

مراد لیا جاسکتا ہے:۔

امام شافعی کو جواب!۔

طلاق کی بناء ایک قید کو ختم کرتا ہے

اور "عتاق" یہ قوت اثبات ہے۔

پس یہ دونوں ایک نہیں ہوئے!۔ ان دونوں کی آپس

میں کوئی مشابہت نہیں ہے:۔

سوال 17: حقیقت مہجورہ اور حقیقت متعذرہ کی تعریف قلم بند فرمائیے:

جواب: حقیقت مہجورہ:
جس کا حصول ممکن ہوتا ہے لیکن لوگوں نے اسکو ترک کر دیا ہو۔

حقیقت متعذرہ:
جس کا حصول مشقت کی وجہ سے ہو۔

متعذرہ کی مثال:
"اذا حلف لا یاکل من ھذہ النخلۃ"

مذکورہ قسم میں "شجر" کو کھانا متعذر ہے۔ تو ہم اس سے مجازی معنیٰ مراد لے لیں گے یعنی شجر کے پھل کھانے سے وہ بندہ حانث ہوگا۔

اور مہجورہ کی مثال اگلے صفحے پر:

مہجورہ کی مثال:۔

"لا یضع قدمہ فی دار فلان"

قدم کا حقیقی معنی "حافی" داخل ہونا ہے۔
لیکن لوگوں نے

اسکو ترک کر دیا ہے۔ اب اگر یہ "منتعل" ہو کر داخل

ہوگا تو حانث ہوگا:۔

حقیقت مہجورہ جیسے "عادت" ہوتی ہے۔ اسی طرح

حقیقت مہجورہ "شرعاً" میں بھی پائی جاتی ہے۔

جیسے:۔ کوئی بندہ وکیل بنائے:۔

اسکا حقیقی معنی یہ ہے کہ وکیل "انکار کرے اور

"مدعی" کو سچا کر دکھائے:۔
لیکن وکیل کو مطلق جواب

دینے کا خود مختار ہے۔ اسلئے کہ قولہ تعالیٰ "ولا تنازعوا"

اسوجہ سے "خاصمت" نہیں کرے گا:۔
لیکن "امام زفر و شافعی"

فرماتے ہیں:۔ اقرار نہیں کرے گا:۔

شرعاً کی دوسری مثال:۔

"اذا حلف لا یکلم ھذا الصبی:۔"

اسم قسم کو "بچپن" پر محمول نہیں کریں گے۔ کیوں؟

قولہ السلام: نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو بندہ چھوٹوں پر رحم نہ کرے بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس قسم کو بالغ ہونے پر محمول کر لیں گے۔

بلکہ اس قسم کو ذات پر محمول کر لیں گے۔

اعتراض:

اگر ذات مراد لی تو 3 خرابیاں لازم آئے گی۔

۱- شفقت نہ کرنا لازم آئے گی۔

۲- بڑے کی عزت نہ کرنا لازم آئے گی۔

۳- (3) دن سے زیادہ قطع تعلقی لازم آئے گی۔

جواب:

یہ تینوں خرابی قصداً لازم نہیں ہو رہی بلکہ یہ تینوں خرابیاں ذات کے تابع ہو کر لازم آ رہی ہیں۔

جن چیزوں کا کوئی قصد نہیں۔ تو ان کا کلام میں اعتبار بھی نہیں ہوگا۔

تمت بالخیر

سوال 18: حقیقت مستعمل ہو اور مجاز بھی متعارف ہو تو اس صورت میں حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے یا مجاز پر مع اختلاف تحریر کریں؟

جواب: عند الاعظم:۔ اس صورت میں حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ و ارجح ہے:۔

عند الصاحبین:۔ اس صورت میں مجاز پر عمل کرنا اولیٰ ہے:۔

"اذا حلف لا یأکل من ھذہ الحنطۃ"

عند الاعظم:۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ نفس گندم کھانے سے یہ بندہ حانث ہو گا!۔ کیوں؟ اسلئے کہ یہ بندہ گندم کو ابال و بھون کر کھا سکتا ہے:۔

عند الصاحبین:۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ روٹی کھانے سے یہ بندہ حانث ہو گا:۔ کیوں! اسلئے کہ روٹی یہ نفس گندم کے اجزاء میں سے ہے:۔

## "اعظم اور صاحبین کے مابین اختلاف کی بناء"

عند الاعظم:
مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے "تکلم" میں:

صاحبین کے نزدیک:-
مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے "حکم" میں:

عند الاعظم این الی المجاز:
مجاز کیلئے صحیح ہونا ضروری ہے۔
کہ حقیقت اصل عربی ترکیب کے اعتبار سے صحیح ہو۔
اور لیکن معنیٰ حقیقی نہیں بن سکتا ہو تو اس صورت
میں مجازی معنیٰ کیطرف جائیں گے۔

عند الصاحبین متی الی المجاز:
حقیقت پر کسی عارضہ کیوجہ
سے عمل نہ کیا جائے تو اس صورت میں مجازی معنیٰ
کیطرف منتقل ہونگے:

"اختلاف کا ثمرہ"

کسی نے اپنے غلام کو کہا "ھذا ابنی" اور یہ غلام اس سے
ایک سال بڑا ہے۔ تو

عند الاعظم: یہ غلام آزاد ہوگا! کیوں؟ اسلئے کہ یہ کلام
عربی اعتبار سے درست ہے اور معنیٰ مفہوم بھی درست
مگر خارجی قرائن کے اعتبار سے حقیقی معنیٰ مراد لینا مشکل ہے۔ لہذا [illegible] مجازی معنیٰ مراد لینا ہوگا

ہے۔ اس وجہ سے اسکے کلام کو لغو ہونے سے بچاتے ہوئے

اسکے غلام کو آزاد ہونے کا حکم دیں گے۔

اما امام کے نزدیک مجازی معنیٰ مراد لینے کیلئے صرف عربی ترکیب

کے اعتبار سے کلام کا صحیح ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی

کہ اسکا مفہوم لغتاً بھی صحیح ہو اور عقلاً بھی صحیح ہو۔

عندالصاحبین:۔ یہ کلام لغو ہو جائے گا۔

کیوں؟ مجاز کے خلیفہ ہونے کیلئے حقیقت کے حکم کا صحیح

ہونا ضروری ہے۔ اور یہاں حکم تو صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ

بڑا چھوٹے کا بیٹا نہیں بن سکتا۔

اعتراض:۔
کسی نے کہا "زید اسد" یہ بھی تو کلام لغو ہونا چاہیے۔

کیونکہ یہاں بھی حقیقی معنیٰ مراد نہیں لیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔
یہ مجاز نہیں ہے بلکہ حرفِ تشبیہ محذوف ہے

اصل عبارت "زید کالاسد" ہے۔

سوال[19] حقیقت اور مجاز متعذر ہو جائیں تو کیا حکم ہے

جواب۔ کبھی حقیقت اور مجاز دونوں متعذر ہو جاتے ہیں اور

دونوں کے حکم پر عمل کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس صورت میں

کلام لغو ہو جائے گا۔

کسی نے کہا اپنی بیوی کو "ھذہ بنتی" حالانکہ اس عورت
کا نسب مشہور ہے۔ اور اسکی عمر اس سے اتنی چھوٹی ہے کہ
اگر یہ شوہر بالغ ہونے کے بعد فوراً نکاح کر لیتا تو اس
کی بھی اس جیسی لڑکی پیدا ہو سکتی تھی۔

یا اسکی (بیوی) عمر میں اتنی بڑی ہے کہ یہاں حقیقی معنیٰ مراد
لینا متعذر ہے۔ اسلئے کہ ان دونوں میں اس عورت
کا اسکی بیٹی ہونا مشکل ہے۔ اور مجازی معنیٰ
بھی مراد لینا متعذر ہے۔ یعنی "انت طالق"
اسلئے کہ طلاق پہلے نکاح ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اور
بیٹی ہونا تقاضا کرتا کہ نکاح ہوا ہی نہیں ہے۔
کیونکہ بیٹی سے نکاح کرنا کسی بھی شریعت میں
جائز نہیں ہے جب نکاح نہیں ہوا ہے تو طلاق
بھی صحیح نہیں۔ اگر شوہر "ھذہ بنتی" کہنے پر اصرار
کرے تو قاضی ان کے درمیان جدائی کردے گا۔ کیونکہ
اصرار کرنے کی وجہ سے وہ عورت کے حق جماع کے بارے
میں ظالم ہو گیا۔ لہذا تفریق ضروری ہے۔

اور اگر دونوں شرطیں نہ پائی جائیں۔ یعنی وہ "مجہولۃ النسب" ہو۔ اور وہ عمر میں اس سے چھوٹی بھی ہو تو نسب ثابت ہو جائیگا۔ اور "حرمت" واقع ہو جائیگی۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اگر عمر میں چھوٹی ہو اور "مجہولۃ النسب" ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

اسلئے کہ نسب اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا۔ جبتک "مقرلہ" تصدیق نہ کرے۔

اور اس کے بعد اسکی تصدیق سے پہلے اسکی طرف رجوع کرنا صحیح ہوا۔

سوال ۲: مجاز پر عمل کرنا اور حقیقت کو ترک کرنے کے قرائن پیش خدمت کریں؟

جواب: مجاز پر عمل کرنے اور حقیقت کو ترک کرنے کے کل "5" قرائن پیش خدمت کرتا ہوں:-

پہلا قرینہ:-

عرف اور عادت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے:- جیسا کہ "صلوۃ" اسکا لغوی معنی "دعا" ہے: لقولہ تعالیٰ:- یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ-

پس "صلوٰۃ" کو "ارکان معلومہ کیطرف منتقل کیا۔

عرف اور عادت کیوجہ سے۔ اسی طرح "حج" کا

لغوی معنیٰ: "مطلق قصد" ہے۔ اور "عرف" کیوجہ سے

اسکو "مناسک حج" کیطرف منتقل کیا:۔

دوم قرینہ:۔

فی نفسہ دلالت کیوجہ سے حقیقت

کو چھوڑ دیا جاتا ہے:۔ نفس سے مادہ اشتقاق مراد ہے۔ "الحلاق لا مراد"

جیسا:۔ اذا حلف لا یاکل لحما:۔

اب

یہ بندہ مچھلی کا گوشت کھانے سے حانث

نہیں ہوگا:۔ وجہ؟

اسلئے کہ "لحم" یہ "التحام" سے

مشتق ہے۔ اور "التحام" وہ "شدۃ" ہوتی ہے۔ اور

"شدۃ" "خون" میں ہوتی ہے۔ خون کے علاوہ میں

نہیں پائی جاتی ہے۔ اور مچھلی میں خون ہوتا ہی نہیں

ہے۔ اس وجہ سے "سمک" "لحم" کے تحت نہیں

آتی ہے:۔ اسی وجہ سے "مچھلی بیچنے والے کو" بائع اللحم

نہیں کہا جاتا:۔

عند المالک ہ مچھلی کھانے سے حانث ہوگا:۔

قولہ تعالیٰ:۔ "لتاکلوا منہ لحما طریا":۔

تیسرا قرینہ:۔
سیاقِ کلام کیوجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے:۔
مثال:۔
کسی نے کسی مرد کو کہا "طلق امرأتی ان کنت رجلا"
اس کلام کی حقیقت اس مرد کو وکیل بنانا ہے۔
لیکن یہ حقیقت کو چھوڑ دیا گیا "ان کنت رجلا"
کہنے سے:۔ اسلئے کہ یہ بندہ اسکو عاجز کرنا چاہ رہا ہے۔ وکیل نہیں بنا رہا ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔
"فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا":۔
اس آیت میں "فلیکفر" سے مراد توبیخ ہے:۔ نہ کہ کفر ہے!۔

چوتھا قرینہ:۔
ایسا کلام جسکا تعلق معنیٰ متکلم کے ساتھ ہو۔
جیسے:۔ یمین فور یعنی:۔ وہ قسم جو انتہائی غضب کے وقت اٹھائی جائے اگر شوہر نے غصے کی حالت میں بیوی کو کہہ دیا "ان خرجت فانت طالق"

اس کلام کی تو حقیقت یہ ہے کہ جب بھی عورت نکلے تو اسکو طلاق واقع ہو جائے۔ لیکن متکلم کی حالت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو بعد میں نکلے اور اگر وہ عورت شوہر کے غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی تو عورت کو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

پانچواں قرینہ:
محل دلالت کی وجہ سے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جائے:۔ یعنی:۔ جس محل میں کلام واقع ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ حقیقی معنیٰ کو چھوڑ دیا جائے:۔

جیسے:۔ قولہ علیہ السلام "انما الاعمال بالنیات"

اس کلام کی حقیقت:
کوئی عمل بھی بغیر نیت کے صحیح نہ ہو۔ حقیقت کو ترک کیا جائے گا۔

مجازی معنیٰ:۔
"ثواب الاعمال" یا "حکم الاعمال بالنیات"

حکم کی اقسام:۔

۱۔ دنیوی ۲۔ اخروی

بالاتفاق:۔ امام شافعیؒ و احناف اس بات پر متفق ہیں کہ

مراد ہے۔

اختلاف:

حکم دنیوی میں اختلاف ہے۔

عند الاحناف:

حکم دنیوی مراد [illegible] لے سکتے ہیں۔

دلیل:

عموم مشترک لازم آئے گا اور درست ہے۔

عند الشافعی:

دونوں مراد ہیں لے سکتے ہیں۔

دلیل:

اسلئے کہ امام شافعی کے نزدیک عموم مجاز

درست نہیں ہوتی ہے۔

جواز اعمال نیت پر موقوف نہیں ہیں۔

اسلئے کہ عند الاحناف، وضو میں نیت فرض نہیں

ہے۔ اور عند الشافعی، وضو میں نیت فرض ہے۔

باقی عبادات مقصودہ نیت کے بغیر صحیح نہیں

ہوگی۔

قولہ السلام: "رفع عن امتی الخطأ والنسیان"

حقیقی معنی:

اس امت سے خطأ اور نسیان ہی ہوئی ہمیشہ سائد

مجازی معنی:

دنیاوی سزا ملے گی لیکن خطأ و نسیان کی

بناء پر آخرت میں گناہ نہیں ہوگا۔ لہذا اگر خطاً کے طور پر روزے کی حالت میں کچھ کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہوگا۔ اور اگر نماز میں خطاً کی حالت میں کلام کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

خطاً و نسیان کے درمیان فرق:۔
خطأ میں فعل یاد ہوتا ہے لیکن ارادہ نہیں ہوتا ہے اور نسیان میں ارادہ ہوتا ہے فعل یاد نہیں ہوتا ہے۔

سوال ؟ التحریم المضاف الی الاعیان۔ اس عبارت کی وضاحت فرمائیے؟

جواب۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جب تحریم کی نسبت اعیان کی جائے تو اس وقت مجازی معنی مراد لیا جاسکتا ہے۔ جیسے! قولہ تعالیٰ "حرمت علیکم امھاتکم"۔
مجازی معنی "حرمت علیکم نکاح امھاتکم" ہے۔
اسی طرح حدیث پاک میں۔ حرمت الخمر لعینھا"
مجازی معنی "حرمت شرب الخمر لعینھا" ہے۔

سوال 22: صریح کی تعریف اور اسکا حکم تحریر کریں؟

جواب: تعریف الصریح:-
وہ لفظ جسکی مراد واضح ہو۔ خواہ وہ حقیقت ہو یا مجاز۔

جیسے:- حریت سے یہ سے رقیت کو زائل کرنے میں صریح ہے۔

طلاق سے یہ سے نکاح کو زائل کرنے میں صریح ہے۔

اعتراض:-
آپکی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے اسلئے کہ آپکی تعریف کے تحت "نص و مفسر" داخل ہو رہے ہیں

جواب:-
صریح کا استعمال مجاز کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور "نص و مفسر" ان دونوں کا استعمال متکلم کے قصد و قرائن کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

حکم الصریح:-
اسکا حکم عین الکلام کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ مثلا:- کوئی بندہ "سبحان اللہ" کہنا چاہتا تھا لیکن اس نے "انت طالق" کہہ دیا تو "طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگرچہ اسکا ارادہ نہ تھا۔

سوال 23 کنایہ کی تعریف مع حکم کے تحریر فرمائیے؟

جواب: تعریف الکنایۃ:- جسکی مراد پوشیدہ ہو۔ اور کسی قرینے کے بغیر سمجھ میں نہیں آتی ہو۔ خواہ وہ حقیقت ہو یا مجاز ہو۔

کنایہ میں جو پوشیدگی ہوتی ہے وہ استعمال کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جیسے کہ الفاظ ضمیر: انا، انت وغیرہ یہ سب۔ اسلئے وضع کئے گئے ہیں تاکہ متکلم خفاء کے طور پر استعمال کرے۔ لیکن باقی نحویوں کے نزدیک ضمیر "اعرف المعارف" ہے۔

حکم الکنایہ:- اس پر عمل کرنا اس وقت تک واجب نہیں جبتک اسکے کسی معنیٰ کی نیت نہ ہو۔ نیت کے قائم مقام کوئی اور چیز نہ ہو۔

اعتراض:- کنایہ کی تعریف دخول غیر سے مانع ہے۔ اسلئے کہ اس میں "خفی، مشکل، مجمل" داخل ہو رہے ہیں؟

جواب:۔

خفی، مجمل، مشکل ان کی خفاء کسی عارضہ

کی وجہ سے ہے۔

دوسرا جواب:۔

اگر کہیں کہ یہ دونوں ایک چیز ہیں۔ تو ایک

تقسیم کے افراد دوسری تقسیم کے افراد میں شامل نہیں

ہو سکیں گے۔

صریح و کنایہ کے درمیان فرق:۔

جن چیزوں میں مشتقات

ہوتے ہیں۔ وہاں پر صریح و کنایہ کے درمیان

فرق کیا جا سکتا ہے۔

اعتراض: کنایہ کے الفاظ سے طلاق بائنہ مراد لی جاتی ہے۔ حالانکہ

کنایہ کی تعریف میں الفاظ پوشیدہ اور بائنہ میں الفاظ

پوشیدہ نہیں ہیں۔ طلاق بائنہ کے الفاظ کو کنایہ

میں کیسے داخل کیے؟

جواب: اگرچہ ان کے معنی ظاہر ہیں۔ لیکن ہم ان کو کنایہ میں

مجازاً داخل کرتے ہیں۔

شوہر نے اپنی بیوی کو کہا

"انت بائن" لیکن آیا کہ بیوی مال کے اعتبار سے جدا ہو یا"

رشتہ داروں سے جُدا ہونا" ضمن کے اعتبار سے جُدا ہونا"
اپنے والدین سے جُدا ہو۔
جب تک یہ بندہ طلاق کی نیت
نہ کرے گا۔ تب تک طلاق نہیں پڑے گی :۔
احکام کی بناء پر
ہم نے ان کو کنایہ کے معنیٰ میں لیتے ہیں۔
کنایہ وہ ہوتا ہے۔ جسکا لغوی معنیٰ معلوم ہو۔ لیکن مراد
پوشیدہ ہو۔ اور یہ الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔ لہذا یہ کنایہ
ہونے چاہئیں اسلئے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ "علمائے بیان" کے
مذھب کے مطابق کنایات ہیں :۔
اور "علمائے اصول" کے مذھب
کے مطابق یہ کنایات میں سے نہیں ہیں۔ لیکن "علمائے بیان"
کے نزدیک کنایہ وہ ہوتا ہے کہ لفظ کو ذکر کیا جائے اور اسکا
معنیٰ "موضوع لہ" مراد لیا جائے۔

سوال 24 "طلاق بائنہ" کے الفاظ ذکر کرو؟

جواب ١۔ اعتدی :۔ ٢۔ استبرئی رحمک :۔
انت واحدۃ :۔

ان تینوں الفاظوں سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔
لفظ "طلاق" تقدیراً موجود ہے۔

اعتدی: اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے کا احتمال ہے اور عدت سے فارغ ہونے کے بعد حیض کو شمار کرنے کا بھی احتمال ہے۔ جب حیض کی نیت کر لی تو طلاق رجعی واقع ہوگی۔

اصل عبارت:- "انت طالق فاعتدی"۔

استبرئی:- "براۃ الرحم کر" یا "دوسرے نکاح کیلئے"۔ جب دوسرے احتمال کی نیت کی تو "طلاق رجعی" واقع ہوگی۔

اصل عبارت:- انت طالق فاستبرئی رحمک۔

انت واحدۃ: پہلا احتمال: حسن کے اعتبار سے ہے۔ اور دوسرا احتمال طلاق کا ہے۔ جب اس نے طلاق کے احتمال کی نیت کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی۔

اصل عبارت:- انت طالق طلقۃ واحدۃ۔

اگر "واحدۃ" پر رفع پڑھا تو طلاق نہیں پڑے گی۔ نصب پڑھنے کی صورت میں طلاق پڑے گی۔

سوال 23: کلام میں اصل صریح ہے یا کنایہ؟

جواب: کلام میں اصل صریح ہے۔ کیونکہ کنایہ میں کوئی نہ کوئی نقصان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کنایہ سے حدود

ثابت نہیں ہوتیں۔ اگر کوئی کہے "جامعت فلانا جماعا"

تو حد لازم نہیں ہوگی۔ اسی طرح ایک بندہ دوسرے بندے

سے مذاق میں کہتا ہے "زنیت" اگلے بندے نے کہا

"صدقت" تو بھی اس پر حد لازم نہیں ہوگی:-

سوال 26 تقسیم رابع مندرجہ ذیل کر دیا ہے کیوں؟

جواب

1- عبارۃ النص :-
2- اقتضاء النص :-
3- اشارۃ النص :-
4- دلالۃ النص :-

سوال 27 عبارۃ النص کی تعریف تحریر کریں؟

جواب لغوی معنی:- نص کی عبارت سے استدلال کرنا:-

اصطلاحی معنی:-

"هو العمل بظاهر ما سيق الكلام له"

نص کے ظاہر پر عمل کرنا:-

نص قرآن مجید کی عبارت کا نام ہے۔ اور یہ نص

اصطلاحی کے علاوہ ظاہر، مفسر و خاص وغیرہ کو بھی شامل

ہے۔ اور یہ عموم فقہاء میں مشہور و معروف ہے۔ تعریف

میں لفظ عمل مذکور ہے۔ جس سے مراد "مجتہد کا استنباط

اور استدلال کرنا ہے۔ یعنی وہ عمل مراد نہیں جو اعضاء جوارح

کا فعل ہوتا ہے

نص اور عبارۃ النص کا فرق:۔

"نص" میں سیاقِ کلام شرط ہے

لیکن "عبارۃ النص" میں سیاقِ کلام شرط نہیں ہے:۔

بلکہ تعمیم ہے۔ اور مقصود "سرے" سے ہویا نہ ہو۔

یا مقصود اصلی بھی نہ ہو:۔

کقولہ تعالیٰ:۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ

وثلٰث وربٰع:۔ (پارہ نمبر "4" سورۃ النساء)

یہ آیت تعددِ زوجات میں نص ہے۔

اگرچہ عبارت سے نکاح کی اباحت بھی معلوم ہوئی۔

یہ "عبارت النص" ہے:۔

عبارۃ النص کی مثال:۔

کقولہ تعالیٰ "علی المولود لہ رزقھن

وکسوتھن:۔ "ھن" کا مرجع "والدات" ہے۔

مکمل آیت:۔ والدات یرضعن اولادھن حولین کاملین

لمن اراد ان یتم الرضاعۃ وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن

بالمعروف:۔ (سورۃ البقرہ: پارہ نمبر "2")

اگر عورت اسکی بیوی ہے تو اس کا رزق اور "کسوۃ" میں

کوئی حرج نہیں ہے:۔ اسلئے کہ ہر معاشرے میں بیوی کا

رزق اور اسکا کسوہ شوہر پر ہوتا ہے نہ اسوجہ سے شوہر اسکا رزق اور

المولود :۔ الف لام تخصیص کا ہے۔ اس سے بچوں کی نسب ان کے باپ سے چلے گا۔ ماں سے نہیں چلے گا۔ یہ اشارۃ النص ہے۔

"کسوۃ" دے گا۔
یا اسکی مطلقہ ہے۔ تو نفقہ و "کسوۃ" اسکی
اجرت کے طور پر ہوگی۔
اگر بیوی ہے یا مطلقہ دونوں
صورتوں میں باپ پر نفقہ کا واجب ہونا ہے۔

سوال 20 اشارۃ النص کی تعریف تحریر کریں؟

جواب لغت کے اعتبار سے لفظ سے جو مفہوم ثابت ہو اس
سے استدلال کرنا اس طور پر کہ یہ مقصود نہ ہو اور
نہ ہی کلام اسکیلئے لایا گیا ہو نہ یہ ظاہر ہو۔

النظم :۔ جنس ہے۔ عبارت النص و اشارۃ النص شامل
ہوگئے :۔

لغۃ :۔ "اقتضاء النص" خارج ہوا۔ وجہ :۔ اسلئے کہ یہ
"شرعًا" یا "عقلاً" ثابت ہوتا ہے :۔

لکنہ غیر مقصود ولا سیق لہ النص :۔ "عبارۃ النص" خارج
ہوا :۔ وجہ۔ اسلئے کہ یہ "ظاہر" سے ثابت ہوتا ہے :
لیس بظاہر من کل وجہ :۔ یہ تاکید کی ہے۔
اس قید سے کوئی خارج نہیں ہوتا ہے۔

اشارۃ کی مثال:۔
اگر کوئی بندہ کسی کو دیکھتا ہے اسکی
آنکھوں کیطرف تو اس صورت میں ضمناً چہرہ اور بھی نظر
آجاتا ہے۔ تو یہ "اشارۃ النص" ہوتا ہے:۔

سوال 29 "اشارۃ النص" و "عبارۃ النص" ان کے تعارض کے وقت کس کو
ترجیح دی جائے گی! بیان کریں:۔

جواب "اشارۃ النص" و "عبارۃ النص" یہ دونوں حکم کو واجب کرتے ہیں
ان کے تعارض کے وقت ترجیح عبارۃ النص کو دی جائے گی
"عبارۃ النص، اشارۃ النص" سے اولیٰ ہے۔

مثال:۔ قولہ علیہ السلام: فی حق النساء: ھن ناقصات عقل
و دین:۔
عقل کے کم سے مراد:۔ ان کی گواہی نصف ہوتی ہے۔
دین سے مراد:۔ آدھا مہینہ گھر میں بیٹھی ہوتی ہیں:۔
شطر:۔ اسکا معنی "نصف" ہے
"اشارۃ النص" سے عورتوں
کی اکثر حیض کی مدت بھی پتہ چلی:۔

ایک حدیث پاک ہے کہ "قال انہ اقل الحیض
للجاریۃ و البکر والثیب ثلاثۃ ایام و لیالھن والکثرہ عشرۃ ایام:۔

عند الشافعی :-
اکثر حیض کی مدت "15" دن ہے۔

سوال 30 اشارۃ عموم کما للعبارۃ .. اسکی وضاحت فرمایئے

جواب۔ عبارت النص میں جسطرح عموم ثابت ہے۔ اسی طرح "اشارۃ النص" میں بھی عموم ثابت ہے :-

مثال :- قولہ علیہ السلام :- ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات :-
اس آیت کا عبارت النص شہداء کی بلندی ہے۔ لیکن "اشارۃ النص" میں یہ سمجھا کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ اسلئے کہ وہ زندہ ہیں :- اور زندہ پر نماز نہیں ہوتی ہے :-
لیکن اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص ہوئے :- اسلئے کہ اس پر سرکار علیہ السلام نے "70" مرتبہ نماز پڑھی تھی۔ لیکن امام شافعی اس حدیث پاک سے استدلال کرتے ہیں کہ شہید پر نماز پڑھی جائے گی۔

دلیل :-
دونوں نظم سے ثابت ہوئے ہیں۔ اور نظم میں عموم اور خصوص دونوں پائے جاتے ہیں :-

احناف کی مثال:-

"المولود" سے معلوم ہوا کہ اولاد کے مال

میں باپ کو ملکیت حاصل ہے۔ لیکن بیٹے کی باندی اس

سے الگ ہے۔ اسلئے کہ باپ اس سے وطی نہیں کرسکتا۔

سوال 31 دلالت النص کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: وہ معنیٰ جو نص کے معنیٰ سے لغت کے ذریعہ مفہوم ہو۔

اور اس کے جاننے کیلئے اجتہاد و استنباط کی ضرورت نہ ہو۔

معنیٰ: عبارۃ النص و اشارۃ النص نکل گئے:

اسلئے کہ ان کا تعلق نظم سے ہوتا ہے:

لغۃ:- "اقتضاء النص" و "محذوف" نکل گئے:

اسلئے کہ پہلی کا تعلق "شرع" سے ہے۔ اور دوسری کا تعلق

عقل سے ہے:

لا اجتھاد: "لغۃ" کی تاکید ہے:

عند البعض:-

بعض نے کہا کہ دلالت النص اور قیاس

ایک چیز ہیں:

ہمارا جواب:-

ان کے درمیان "6" چیزوں کا فرق ہے:

۱۔ قیاس سے ہمیں علم ظنی حاصل ہوتا ہے:۔
دلالت النص سے قطعی حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ قیاس کے منکر ہیں۔ لیکن "دلالۃ النص" کا
کوئی منکر نہیں ہے۔

۳۔ قیاس کو مجتہد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا:۔ لیکن
"دلالت النص" کو ہر کوئی جانتا ہے۔

۴۔ "دلالت النص" پہلے مشروع ہوا۔ قیاس بعد میں مشروع ہوا:۔

دلالت النص کی مثال:۔
قولہ تعالیٰ:۔ ولا تقل لھما اُف
ولا تنھر ھما:۔ (پارہ "15" سورۃ بنی اسرائیل)

عبارۃ النص کا معنیٰ:۔
اف نہ کہو:۔
دلالۃ النص کا معنیٰ:۔
نھی عن تافیف الوالدین ہے۔

یعنی:۔ نہ رنج نہ جھڑک نہ گالی کوئی نہ ہو۔

جب ادنیٰ ترین درد حرام ہے۔ تو اسکا اعلیٰ قسم کی
تکلیف بدرجہ اولیٰ حرام ہوگی:۔

سوال 32: دلالۃ النص کا حکم تحریر کریں؟

جواب: دلالۃ النص کے ذریعے قطعی حکم حاصل ہوتا ہے:۔

مگر جب "اشارۃ النص" و "دلالۃ النص" کا تعارض

ہو جائے۔ تو اس صورت میں اشارۃ النص کو ترجیح

دی جائے گی:۔

مثال:۔

قولہ تعالیٰ:۔ فَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِیْرُ

رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ!۔ (پارہ "5" سورۃ النساء)

عبارۃ النص:۔

قتل خطأ کا کفارہ معلوم ہوا:۔

دلالۃ النص:۔

جو عمداً قتل کرے تو اسکا بھی کفارہ

معلوم ہوا۔ کیونکہ ادنیٰ کا یہ حکم ہے تو اعلیٰ کو تو

بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہو گا۔

عند الشافعی:۔

"قتلِ عمد" میں بھی کفارہ واجب ہے۔

عند الاحناف:۔

"قتلِ خطأ" میں صرف دیۃ یا قصاص ہے:۔

نہ کہ کفارہ:۔ وجہ:۔

اسلئے کہ اس آیت کا تعارض دوسری آیت سے ہو رہا

ہے۔ وہ آیت "وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا"

(پارہ "5" سورۃ النساء)

لہذا عامد پر کفارہ نہیں ہے۔

اعتراض :-
اگر عامد کی جہنم کامل سزا ہے تو پھر قصاص

و دیت کیوں؟

جواب :-
قتل میں دو طرح کا جرم ہوتا ہے۔

۱۔ تلفِ نفس :-

۲۔ فعلِ حرام کا ارتکاب :-

تو آیت میں دوسری صورت کی سزا کا ذکر ہے :-
پہلی صورت کا ذکر نہیں ہے اس وجہ سے پہلی صورت

کا سزا قصاص اور دیت ہے۔

کیونکہ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالی ہوتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ :-

دوسرا جواب :-
جہنم کامل سزا ہے۔ لیکن قصاص کا

مسئلہ مذکورہ آیت سے استنباط کیا ہے۔

تمت بالخیر

سوال 33: کیا قیاس سے حدود و کفارات ثابت ہوتے ہیں؟

جواب: دلالت النص سے حدود اور کفارات کو ثابت کرنا درست ہے۔ اسلئے کہ "دلالت النص" کے ذریعے "علم قطعی" حاصل ہوتا ہے۔ اور قیاس سے حدود اور کفارات کو ثابت نہیں کر سکتے! اسلئے کہ قیاس ظنی ہوتا ہے جب قیاس علت مستنبط سے ہو۔
اگر قیاس "علت منصوص" سے ہو تو اس صورت میں قیاس سے حدود اور کفارات ثابت کر سکتے ہیں۔

دلالت کے ذریعے حد کی مثال:
ایک مرتبہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہلاک ہوا۔ سرکار علیہ السلام ارشاد فرمایا: کیا ہوا؟ تو صحابی نے عرض کی میں نے زنا کیا ہے۔ اسطرح صحابی نے 4 مرتبہ اعتراف کیا۔ پھر سرکار علیہ السلام نے حضرت ماعز کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

عبارت النص:-

رجم ثابت ہے۔

علت:-

شادی شدہ ہونا ہے۔

دلالۃ النص:-

رجم کا حکم ہر اُس شخص کیلئے ہے۔ جو

شادی شدہ ہو اور وہ زنا کرے۔

دلالت کے ذریعے کفارہ کی مثال:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں

حاضر تھے۔ تو ایک مرد آیا اور عرض کی یارسول اللہ

علیہ السلام میں نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہے اس حال میں کہ

میں روزہ دار تھا۔ تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ

اگر تو ایک گردن آزاد کرنے کی استطاعت رکھتے ہو

تو آزاد کرو۔ اگر نہیں۔ تو تم دو مہینے پے در پے روزے

رکھو۔ اگر یہ بھی نہیں تو تم "60" مسکینوں کو کھانا

کھلاؤ۔

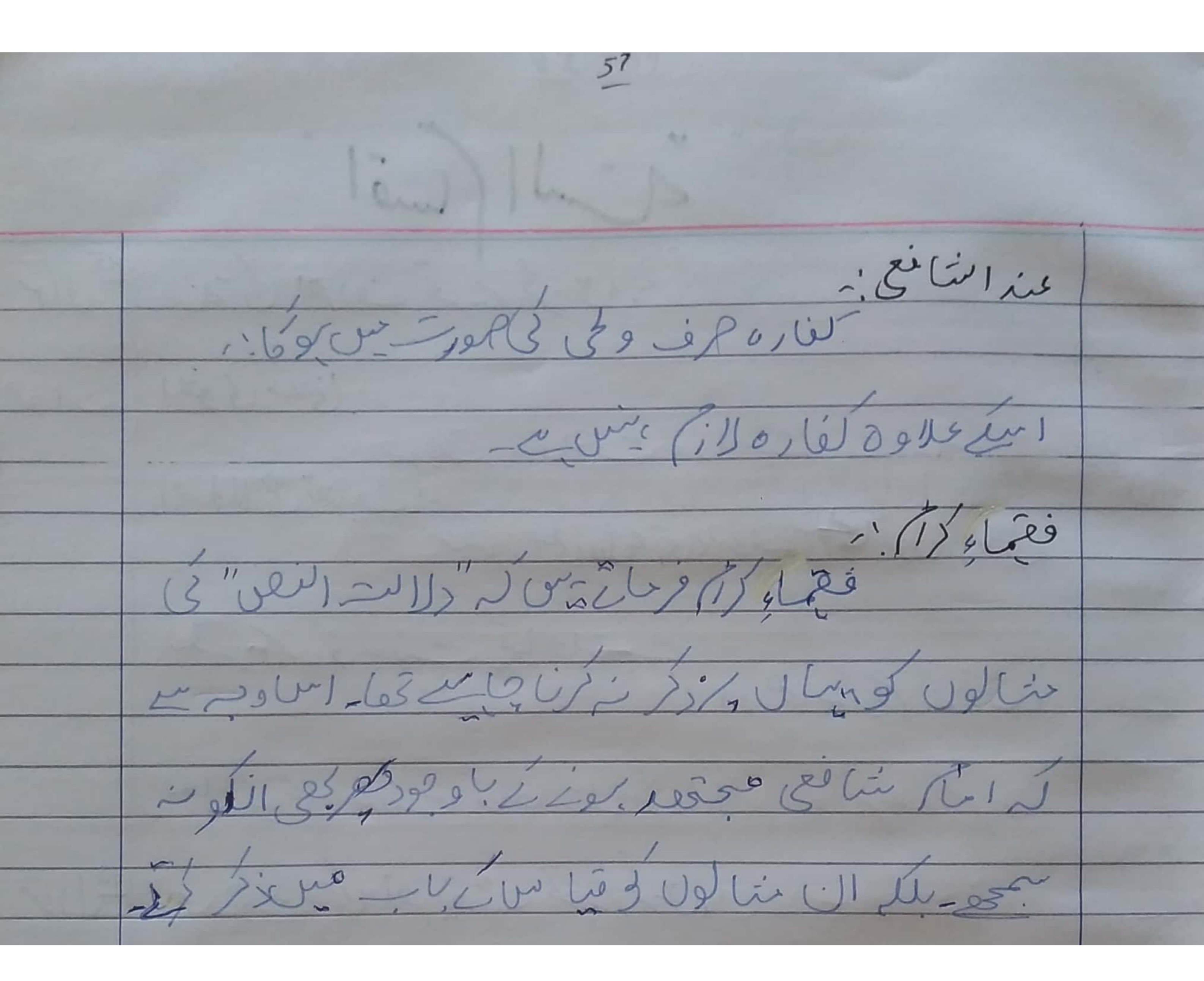
عبارت النص:-

صائم کفارہ دے۔

دلالت النص:-

ہر وہ شخص جو روزے کو توڑے تو اسمیں کفارہ

ہوگا۔





عند الشافعی:-

کفارہ صرف وطی کی صورت میں ہوگا:-

اسکے علاوہ کفارہ لازم نہیں ہے۔

فقہاء کرام:-

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ "دلالۃ النص" کی

مثالوں کو یہاں پر ذکر نہ کرنا چاہیے تھا۔ اس وجہ سے

کہ امام شافعی مجتہد ہونے کے باوجود پھر بھی اس کو نہ

سمجھے۔ بلکہ ان مثالوں کو قیاس کے باب میں ذکر کرے۔

# اقسام السنۃ

سوال 35: سنۃ کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: لغوی معنیٰ:-
طریقہ، عادت، راستہ ہے۔
اصطلاحی تعریف:-
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول، فعل، تقریر کو سنت کہا جاتا ہے:-
اور صحابہ کرام کے قول و فعل کو بھی سنت کہا جاتا ہے۔

سوال 36: حدیث کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: حدیث صرف اور صرف سرکار علیہ السلام کے قول کے ساتھ خاص ہے۔

سوال 37: سنت کی اقسام تحریر فرمائیے؟

جواب: سنت کی ابتداءً "4" اقسام ہیں:-
تقسیم اول:-
اتصال سند:-
تقسیم ثانی:-
انقطاع سند:-
تقسیم ثالث:-
محل خبر:-
تقسیم رابع:-
نفس خبر:-

تقسیم اول سے مراد:-
سرکار علیہ السلام الصلاۃ سے لیکر ہم تک

کسی حدیث کے متصل سند کی کیفیت کے بیان میں

ہے:-

سوال: تقسیم اول کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: تقسیم اول کی "3" اقسام ہیں:

۱- متواتر ۲- مشہور ۳- خبر واحد

اتصال
- کامل ہوگا → خبر متواتر
- یا
- کامل نہیں ہوگا
  - صورتاً شبہہ ہوگا → خبر مشہور
  - یا
  - صورتاً و معنیً شبہہ ہوگا → خبر واحد

صورتاً شبہہ سے مراد:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں

متواتر نہ ہو۔ اگرچہ ان کے بعد کے دور میں اسے کثیر

تعداد میں روایت کیا گیا ہوگا:-

صورتاً و معنیً سے مراد:

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین،

رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ خبر مشہور نہ ہوئی ہو اگرچہ

ان کے بعد ایک راوی کثیر تعداد میں ہوں:-

سوال 31 خبر متواتر کی تعریف و حکم نیز اختلاف ائمہ لکھئے؟

جواب: تعریف:-
وہ خبر جسکو ایک ایسی قوم نے روایت کیا ہو جنکی تعداد شمار نہ کی جا سکے۔ اور انکا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو:-

مثال:-
قرآن کا نقل، 5 نمازیں وغیرہ وغیرہ تا
یہ مطلق متواتر کی مثالیں ہیں:- سنت متواتر کی مثالیں نہیں ہیں:- وجہ:-
اسلئے کہ "سنت متواتر" کے وجود میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

ایک قول:-
خبر متواتر میں کوئی خبر نہیں پائی جاتی:-
ایک قول:-
"انما الاعمال" والی حدیث خبر متواتر ہے۔
ایک قول:-
قال رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم "البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" والی حدیث پاک صرف خبر متواتر ہے۔

حکم:-
خبر متواتر کے ذریعے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔

جسطرح کہ مشاہدہ سے علم بدیہی حاصل ہوتا ہے
اسکا انکار کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے۔

معتزلہ کا مذہب:۔
خبر متواتر سے علم نظری کا فائدہ
حاصل ہوتا ہے۔ اسکے سننے سے علم یقینی کا فائدہ
حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ مقدمات (یعنی صغری اور
کبری) کو ملانے کے بعد نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔

سوال⁴ خبر مشہور کی تعریف و حکم ذکر کریں؟

جواب۔ تعریف:۔
خبر مشہور اس خبر کو کہتے ہیں۔ جسکو روایت
کرنے والے "قرن اول" کے بعد وہ تواتر کی
حد کو پہنچ چکے ہوں۔ اس کو نقل کرنے والے کو
جھوٹ پر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

حکم:۔
علم طمانیہ" حاصل ہوتا ہے۔ متواتر سے کم
ہوتا ہے۔ خبر واحد سے اوپر ہوتا ہے اور اسکا انکار
کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے

مثال:۔
مسح علی الخفین:۔

سوال ۴: خبر واحد کی تعریف و مثال، حکم مع خبر واحد کے حجیت پیش کریں؟

جواب: تعریف:
ایک شخص نے ایک جماعت سے یا ایک نے ایک سے یا جماعت سے جماعت نے نقل کیا ہو۔

حکم:
اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ علم یقینی حاصل نہیں ہوتا ہے۔

مثال:
"جہر تسمیہ" والی حدیث۔

خبر واحد کی حجیت:
حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پاک کہ جب سرکار علیہ السلام اپنے گھر تشریف لائے تو گوشت پک رہا تھا۔ جب سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں سبزی پیش کی تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ گوشت کہاں ہے۔ تو عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ زکوٰۃ کا ہے یا صدقے کا ہے۔ تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اس کے لیے صدقہ میرے

لیے حدیث ہے:۔

## حجیت اجماع:۔

جب حضرات صحابہ کے درمیان کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو اس مسئلے پر کوئی حدیث پیش کی جاتی تو وہ اس پر عمل کرتے تھے۔

## حجیت اجماع:۔

اگر کسی جگہ نجس پانی یا پاک پانی کے بارے میں اختلاف ہوتا تو اگر اس بندے کو کوئی ایک بندہ خبر دے کہ یہ پانی پاک ہے۔ تو اس پر عمل کیا جاتا تھا۔

### تقسیم ثالث

- حقوق اللہ
  - عبادت
    - محض عبادت ہوگی سزا نہیں ہوگی
    - مثال:۔ حدیث اعرابی 29 شعبان چاند نظر آیا تھا۔ تو ایک بندے کی آپ علیہ السلام نے گواہی کو قبول کیا۔
  - عقوبات
    - سزا ہوگی
    - جیسے: زنا
- حقوق العباد
  - محض الزام ہوگا
    - 2 شرائط ہیں 1-2 گواہ ہوں۔ 2-2 عادل ہوں۔
    - مثال: مال کے معاملے میں جھگڑا کرنا
  - محض الزام نہیں ہوگا
    - ایک کی گواہی کو قبول کیا جائے گا۔ فاسق ہو یا فاجر
    - مثال:۔ لوگوں کے معاملات
  - من وجہ الزام ہوگا یا من وجہ الزام نہیں ہوگا
    - (2) شرائط ہیں۔ 1- 2 گواہ ہوں۔ 2- 2 عادل ہوں
    - غلام کو اجازت دینا کمانے کی اور کمانے سے منع کرنا

سوال 42 اقتضاء النص کی تعریف کیجئے؟

جواب: لغوی معنیٰ:
جو نص کا تقاضا کرے:
اصطلاحی تعریف:
لا یعمل النص الا بشرط تقدمه:

مقتضی کی علامت:۔

مقتضی اگر کسی وقت ظاہر کر دیا جائے تو اس (عبارت میں)

کے ظہور سے عبارت میں کسی قسم کا تبدیلی واقع نہ ہو۔

مثال:۔ ان اکلت فعبدی حر۔

اقتضاء النص "طعام" مقتضی کا

تقاضا کرتا ہے۔ اگر مذکورہ عبارت میں "طعام" کو نکالا

جائے تو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا ہے۔

اور اگر عبارت میں محذوف نکالا جائے تو عبارت میں

میں ترکیب و معنی کے اعتبار سے بھی تبدیلی واقع

ہوتی ہے۔

محذوف کی مثال:۔ واسئل القریۃ

اگر عبارت میں محذوف "اھل"

نکالے "عبارت میں تبدیلی واقع ہوئی۔

معنوی:۔

پہلے سوال بستی سے اب بستی والوں سے سوال

ہوگا۔

لفظی:۔

پہلے مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب اور اب

مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا۔

۱۔ مقتضی کو ظاہر کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔
اور محذوف کو معنوی و ترکیبی فرق ہوتا ہے

۲۔ مقتضی کا تعلق شریعت سے ہے۔
اور محذوف کا تعلق لغت سے ہے۔

۳۔ محذوف عبارت میں اختصار کیلئے مانا جاتا ہے۔
اور مقتضی ایسا نہیں ہے۔

تقسیم ثانی

ظاہر | باطن

راوی قرن اول کو چھوڑے گا۔

راوی قرن ثانی کو چھوڑے گا۔

راوی قرن ثالث کو چھوڑے گا۔

راوی قرن کے علاوہ کسی اور کو چھوڑے گا۔

تمت بالخیر

# تقسیم رابع

- علم سچا ہوگا
  - مثال:- سرکار علیہ السلام کی خبر
- علم جھوٹا ہوگا
  - مثال:- فرعون کا دعوی کہ میں خدا ہوں۔
- سچ و جھوٹ دونوں کا احتمال ہوگا لیکن راجح جھوٹ کی طرف ہوگا
  - مثال:- فاسق کی خبر
- دونوں احتمالات ہوگا:- لیکن راجح سچ کی طرف ہوگا۔

سوال: قوم کا جھوٹ پر متفق ہونا محال کیوں ہوگا بیان کریں۔

جواب:- کثرت کی وجہ سے ان کے مقامات متباین ہونے کی بناء پر اور ان کا عادل ہونے کی بناء پر جھوٹ پر متفق ہونا محال ہوگا۔

ایک قول:-
جماعت میں عدد کی تعیین ضروری نہیں ہے۔

ایک قول:-
جماعت کیلئے 7 بندوں کا ہونا ضروری ہے۔

ایک قول:-
جماعت کیلئے 40 بندوں کا ہونا ضروری ہے۔

ایک قول:-
جماعت کیلئے 70 بندوں کا ہونا ضروری ہے۔

ایک قول:-
جماعت کیلئے 10 بندوں کا ہونا ضروری ہے۔

خبر متواتر:-
اس کا اول میں اور درمیان میں اور آخر میں متساوی ہونا شرط ہے۔

تمت بالخیر